حافظ محمد اکمل
(استاذ مدرسہ معمورہ، ملتان)

اکرامِ مہمان

دین، نبی کریم ﷺ کی محبوب اداؤں کا نام ہے۔ان محبوب اداؤں میں ایک ادا مہمان کا اکرام، جیسا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

''جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔''

(''بخاری'')

اس حدیث کی شرح ملا علی قاری ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''مہمان کا اکرام یہ ہے کہ جب وہ آ جائے تو اس پر خوشی کا اظہار کرے اور پھر اس کا تین دن تک اکرام کرے۔ پہلے دن اپنی حیثیت کے مطابق اور کچھ تکلف کرے تو اچھا ہے۔پھر دوسرے اور تیسرے دن جو کچھ موجود ہو اسے حاضر کردے۔تین دن کے بعد جب تک بھی اکرام کرتا ہے تو پھر اس کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔''

(''مرقات'')

مہمان کو کھانا کھلانے میں اجر کیا ملتا ہے؟ اس بارے میں حضرت ہانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا:''یا رسول اللہ! کون سا عمل جنت کو واجب کرنے والا ہے؟'' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''تم اچھی بات کرنے اور کھانا کھلانے کو لازم پکڑو۔''

(''مستدرک حاکم'')

ان فرامین نبوی کو ہمارے اکابر نے کس طرح اپنایا؟ حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کا عمل ایک عیسائی کے ساتھ! اس کو مسلمان ہونے پر مجبور کر دیتا ہے۔

سید امین گیلانی رقم طراز ہیں کہ:

''سید الاحرار حضرت امیر شریعتؒ ایک مرتبہ مدرسہ خیر المدارس جالندھر کے جلسہ میں شریک تھے۔کھانے کے دستر خوان پر بیٹھے تو سامنے ایک نوجوان بھنگی جس کا نام پرتھی تھا، کھڑے دیکھا۔شاہ جیؒ نے فرمایا:''آؤ بھائی! کھانا کھا لو۔'' اس نے عرض کیا:''جی! میں تو بھنگی ہوں۔'' شاہ جیؒ نے درد بھرے لہجہ میں فرمایا:''انسان تو ہو اور بھوک تو لگتی ہے۔'' یہ کہہ کر خود اٹھے، اس کے ہاتھ دھلا کر ساتھ بٹھا لیا، وہ بے چارا تھر تھر کانپ رہا تھا اور کہتا جا رہا تھا''جی میں تو بھنگی

ہوں' شاہ جیؒ نے خود لقمہ توڑا، شوربے میں بھگو کر اس کے منہ میں ڈال دیا۔ اس کا کچھ حجاب دور ہوا تو شاہ جیؒ نے ایک آلو ہاتھ سے پکڑ کر اس کے منہ میں دیا۔ اس نے آدھا دانتوں سے کاٹا تھا کہ باقی آدھا شاہ جیؒ نے خود کھالیا۔ اسی طرح اس نے پانی پیا تو اس کا بچا ہوا پانی خود پی لیا۔ وقت گزر گیا وہ کھانے سے فارغ ہو کر چلا گیا۔ اس پر رقت طاری تھی۔ بقول اس کے وہ گھر جا کر خوب رویا۔ اس کی کیفیت ہی بدل گئی۔ عصر کے وقت اپنی نوجوان بیوی' جس کی گود میں ایک بچہ تھا' ساتھ لے کر آیا اور کہا: ''شاہ جیؒ! اللہ کے لیے ہمیں کلمہ پڑھا کر مسلمان کر لیجیے اور میاں بیوی دونوں مسلمان ہو گئے۔''

(''بخاریؒ کی باتیں''۔ سید امین گیلانی)

مولانا محمد اسلم شیخوپوری اپنی کتاب ''خزینہ'' میں حضرت شیخ الہندؒ کے مہمان کے اکرام میں ان کا عمل یوں تحریر کرتے ہیں:

''مدرسہ معینیہ اجمیر کے معروف عالم مولانا محمد معین الدین صاحب معقولات کے مسلّم عالم تھے۔ انہوں نے شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ کی شہرت سن رکھی تھی۔ ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا تو ایک مرتبہ دیوبند تشریف لائے اور حضرت شیخ الہندؒ کے مکان پر پہنچے۔ گرمی کا موسم تھا۔ وہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جو صرف بنیان اور تہبند پہنے ہوئے تھے۔ مولانا معین الدین نے اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ ''مجھے مولانا محمود حسن صاحب سے ملنا ہے۔ وہ صاحب بڑے تپاک سے مولانا اجمیری کو اندر لے گئے۔ آرام سے بٹھایا اور کہا کہ ''ابھی ملاقات ہو جاتی ہے۔'' مولانا منتظر رہے۔ اتنے میں وہ صاحب شربت لے آئے اور مولانا کو پلایا۔ اس کے بعد مولانا اجمیری نے کہا کہ ''حضرت مولانا محمود حسن صاحب کو اطلاع کر دیجیے۔'' ان صاحب نے فرمایا: ''آپ فکر نہ کریں اور آرام سے تشریف رکھیں۔''

تھوڑی دیر بعد وہ صاحب کھانا لے آئے اور کھانے پر اصرار کیا۔ مولانا اجمیری نے کہا کہ ''میں مولانا محمود حسن صاحب سے ملنے آیا ہوں۔ آپ انہیں اطلاع کر دیجیے۔'' ان صاحب نے فرمایا: ''انہیں اطلاع ہو گئی ہے' آپ کھانا تناول کریں' ابھی ملاقات ہو جاتی ہے۔'' مولانا اجمیری نے کھانا کھالیا تو ان صاحب نے انہیں پنکھا جھلنا شروع کر دیا۔ جب کافی دیر ہو گئی تو مولانا اجمیری برہم ہو گئے اور فرمایا: ''آپ میرا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ میں مولانا سے ملنے آیا تھا اور اتنی دیر ہو چکی ہے۔ ابھی تک آپ نے ان سے ملاقات نہیں کرائی۔'' اس پر وہ صاحب بولے کہ: ''دراصل بات یہ ہے کہ یہاں مولانا تو کوئی نہیں' البتہ محمودؔ خاکسار ہی کا نام ہے۔'' مولانا معین الدین اجمیری یہ سن کر ہکا بکا رہ گئے اور پتہ چل گیا کہ شیخ الہندؒ کیا شخصیت ہیں۔''

(''خزینہ''۔ مولانا محمد اسلم شیخوپوری)